باسمہ سبحانہ وتعالی

مسلمان نونہالوں کی تعلیم و تربیت کے رہنما اصول سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر حافظ محمد ریحان خان

ABSTRACT

HAFIZ MUHAMMAD REHAN KHAN

IN THE NAME OF ALLAH, THE MOST BENEFECENT, THE MOST MERCIFUL

By the great blessings and bounties of Almighty Allah, we belong to a noble Muslim family, and to a noble Muslim society, which is the society of equality, brotherhood, rights, freedom, love, care, share, respect, peace and spirituality.

In this dreamed and ideal society, people are very much curios about the rights of their parents, family, relatives, neighbors, and above all, their entire nation and their country.

They consider other Muslims as their own brothers and sisters; they do care about their lives and property. There is nothing like this exemplary society for all of other nations of the world, and this is only due to the golden and outstanding teachings of the religion Islam.

As compare to this ideal society, on the other side of the mirror, unfortunately, the facts and figures about today's Muslim society are completely unbelievable, and totally different. Now the Muslim society and culture is bearing a serious downfall, the great ethical and moral values are the victim of negligence and ignorance, now children have to answer their parents, students are not ready to respect their teachers,

younger have lost their patience and ready to riot, nobody is seriously taking steps to rectify all this disturbance, and the future of the nation is being destroyed silently by our ignorance and negligence, but sorry to say, we are responsible.

At this crucial stage, this is the responsibility of each of us to take some serious steps to reestablish the ethical and moral values of our upcoming generation, moreover this is the specific responsibility of our teachers, lecturers and professors to heid workshops, seminars and lectures to awakening the students and to make them realize about their lost importance in the eye of the world.

As conclusion, it is claimed that we teachers can make a great difference; we can bring a hilarious revolution in the society by our extraordinary efforts, and this revolution starts from ourselves, we need to change our own, we have to we have to sacrifice our wishes to get this splendid purpose, by doing so we can give something to our nation, we can become one of the loved one by our Almighty Allah subhanahu wataala.

خدائے لم یزل و وحدہ لاشریک لہ کا جتنا بھی احسان مانا جائے اور جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے کہ اس نے ہم جیسے ناکاروں کو اسلام جیسی مایہ ناز اور عظیم الشان دولت عطا فرمائی۔ اسلام ایک دین فطرت ہے اور اسلام ہمیں زندگی گزارنے کے خوبصورت رنگ ڈھنگ بتاتا ہے اور اس دنیا کے رموز و اسرار سے آشنا کراتا ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو اعلیٰ و افضل ترین تعلیمات سے روشناس کراتا ہے اور انہیں زندگی کے بلند ترین مقام پر دیکھنا چاھتا ہے۔ لہذا دین اسلام اپنے پیروکاروں کی تربیت اور انکے اعلی اخلاق و کردار کی بہترین تشکیل کیلئے مہربان و مربیانہ انداز سے احکامات نازل کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان دین و دنیا کی تمام سعادتوں سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔

وہ آیات و احادیث جو تربیت کرنے والوں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا حکم دیتی ہیں اور اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی سے ڈراتی ہیں، اگر ہم انکو جمع کریں تو وہ اتنی زیادہ ہیں کہ پوری کتاب تیار ہو جائے۔ یہ بات کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تربیت کے حوالے سے مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو اچھی

طرح پہچان لیں۔ذیل میں تربیت اولاد کے حوالے سے قرآن مجید کی آیات واحکامات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

تربیت اولاد کے حوالے سے قرآن مجید کا تحقیقی مطالعہ:

اس بارے میں کچھ آیات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

وئامر اھلك بالصلوۃ واصطبر علیھا لا نسئلك رزقا ، نحن نرزقك،والعاقبۃ للتقوی۔[1]

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو، ہم تم سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم روزی دیتے ہیں تم کو اور انجام بھلا ہے پرہیز گاری کا۔

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی معرکتہ الآرا تفسیر، معارف القرآن میں اس آیت کی تفسیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

'یعنی آپ اپنے اہل کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس پر جمے رہیئے۔یہ بظاہر دو الگ الگ حکم ہیں، ایک اہل وعیال کو نماز کی تاکید دوسرے خود اسکی پابندی، لیکن غور کیا جائے تو خود اپنی نماز کی پوری پابندی کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ کا ماحول آپکے اہل وعیال اور متعلقین نماز کے پابند ہوں کیونکہ ماحول اس کے خلاف ہو تو طبعی طور پر انسان خود بھی کوتاہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

لفظ اھل میں بیوی، اولاد اور متعلقین سبھی داخل ہیں جن سے انسان کا ماحول اور معاشرہ بنتا ہے، رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ روزانہ صبح کے وقت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے مکان پر جا کر آواز دیتے، الصلوۃ الصلوۃ۔

اور حضرت عروہ بن زبیرؓ جب کبھی امراء وسلاطین کی دولت وحشمت پر انکی نظر پڑتی تو فورا اپنے گھر لوٹ جاتے اور گھر والوں کو نماز کی دعوت دیتے اور یہ آیت پڑھ کر سناتے تھے، اور حضرت عمر فاروقؓ جب رات کو تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو آپؓ روزانہ اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کر دیتے تھے اور یہی آیت پڑھ کر سناتے تھے۔[2]

علامہ شبیر احمد عثمانی اپنی جلیل القدر تفسیر، تفسیر عثمانی میں اس آیت کی تفسیر کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:

'یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیں، حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ دس برس کا ہو تو مار کر نماز پڑھاؤ'[3]

·یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔(۴)

اے ایمان والو اپنے آپکو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہونگے۔

اس آیت میں عام مسلمانوں کو حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی، لفظ **اھلیکم** میں اہل وعیال سب داخل ہیں جن میں بیوی، اولاد، غلام، باندیاں سب داخل ہیں اور بعید نہیں کہ ہمہ وقتی نوکر چاکر بھی غلام باندیوں کے حکم میں ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آگئی (کہ ہم گناہوں سے بچیں اور احکام الٰہیہ کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طرح جہنم سے بچائیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع فرمایا ہے ان کاموں سے ان سب کو منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تم کو حکم دیا ہے ان کے کرنے کا اہل وعیال کو بھی حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچا سکے گا(۵)

بیوی اور اولاد کی تعلیم وتربیت ہر مسلمان پر فرض ہے:

حضرات فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کے لئے کوشش کرے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل کرے جو کہتا ہے کہ اے میرے بیوی بچو، تمھاری نماز، تمھارا روزہ، تمھاری زکوٰۃ، تمھارا مسکین، تمھارا یتیم، تمھارا پڑوسی، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اسکے ساتھ جنت میں جمع فرمائیں گے۔ تمھاری نماز اور تمھارا روزہ وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا خیال رکھو اسمیں غفلت نہ ہونے پائے، اور مسکین ویتیم وغیرہ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے جو حقوق تمھارے ذمے ہیں ان کو خوشی اور پابندی سے ادا کرو اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب میں وہ شخص گرفتار ہوگا جس کے اہل وعیال دین سے جاہل و غافل ہونگے۔(۶)

·یا ایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم، وان تعفوا وتصفحوا وتغفروا فان اللہ غفور الرحیم، انما اموالکم واولادکم فتنۃ، واللہ عندہ اجر عظیم۔(۷)

'یعنی اے مسلمانو، تمھاری بعض بیویاں اور اولاد تمھارے دشمن ہیں، ان کے شر سے بچتے رہو'

ترمذی و حاکم وغیرہ نے بسند صحیح حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ہجرت مدینہ کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل اسلام ہوئے، اور ارادہ کیا کہ ہجرت کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں، مگر ان کے اہل وعیال نے ان کو نہ چھوڑا کہ ہجرت کر کے چلے جائیں۔ (اور یہ وہ زمانہ تھا کہ مکہ سے ہجرت کرنا ہر مسلمان پر فرض تھا) قرآن کریم کی آیت مذکورہ میں ایسی بیوی اور اولاد کو انسان کا دشمن قرار دیا، اور ان کے شر سے بچتے رہنے کی تاکید فرمائی، کیونکہ اس سے بڑا دشمن کون ہوسکتا ہے جو اسکو ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب اور جہنم کی آگ میں مبتلا کردے۔

جن صحابہ کے بیوی بچوں کو دشمن قرار دیا ہے ان کو جب اپنی غلطی پر تنبہ ہوا تو ارادہ کیا کہ آئندہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سختی اور تشدد کا معاملہ کریں گے، اس پر آیت کے اگلے حصہ میں یہ ارشاد نازل ہوا کہ اگرچہ ان بیوی بچوں نے تمھارے لئے دشمنوں کا سا کام کیا کہ تمھیں ادائے فرض سے مانع ہوئے، مگر اسکے باوجود ان کے ساتھ تشدد اور بے رحمی کا معاملہ نہ کرو بلکہ عفو درگزر اور معافی کا برتاؤ کرو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے، کیونکہ اللہ جل شانہ کی عادت بھی مغفرت اور رحمت کی ہے۔

مسئلہ: علماء نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ اہل وعیال سے کوئی کام خلاف شرع بھی ہو جائے تو ان سے بیزار ہوجانا یا ان سے بغض یا ان کے لئے بددعا کرنا مناسب نہیں۔

انما اموالکم واولادکم فتنة

فتنہ کے معنی ابتلاء اور آزمائش کے ہیں، مراد آیت کی یہ ہے کہ مال واولاد کے ذریعہ اللہ تعالی انسان کی آزمائش کرتا ہے کہ ان کی محبت میں مبتلا ہوکر احکام وفرائض سے غفلت کرتا ہے یا محبت کو اپنی حد میں رکھ کر اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ مال اور اولاد کی محبت انسان کے لئے بڑا فتنہ اور آزمائش ہیں، انسان اکثر گناہوں میں خصوصا حرام کمائی میں انہی کی محبت کی وجہ سے مبتلا ہوتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز بعض اشخاص کو لایا جائیگا اس کو دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ: 'اکل عیاله حسناته' یعنی' اس کی نیکیوں کو اس کے عیال نے کھالیا' ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اولاد کے بارے میں فرمایا کہ

'مبخلة مجبنة' یعنی 'یہ بخل، نامردی اور کمزوری کے اسباب ہیں' کہ ان کی محبت کی وجہ سے آدمی اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنے سے رکتا ہے، انہی کی محبت کی وجہ سے جہاد میں شرکت سے رہ جاتا ہے۔ بعض سلف صالحین کا قول ہے کہ: 'العیال سوس الطاعات'

یعنی عیال انسان کی نیکیوں کے لئے گھن ہے۔ جیسا کہ گھن غلہ کو کھا جاتا ہے یہ اس کی نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔(۸)

تربیت اولاد کے حوالے سے احادیث مبارکہ کا مطالعہ:

اس سلسلے میں جو احادیث آئی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

☆ مرد اپنے گھر کا رکھوالا ہے اور اس سے اس کے زیر کفالت لوگوں کے بارے میں باز پرس ہوگی، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی رکھوالی ہے، اور اس سے اس کے زیر تربیت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔(۹)

☆ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بہتر تحفہ نہیں دیا۔(۱۰)

·وعن ابی حفص عمر بن ابی سلمة عبدالله بن عبد الاسد ربیب رسول الله ﷺ قال: کنت غلاما فی حجر رسول الله ﷺ وکانت یدی تطیش فی الصحفة.فقال لی رسول الله ﷺ :یا غلام سم الله تعالی، وکل بیمینك، وکل مما یلیك۔فما زالت تلك طعمتی بعد.(۱۱)

ابوحفص عمر بن ابوسلمۃ عبداللہ بن عبد الاسد جو کہ ربیب تھے ﷺ کے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں بچہ تھا، اور میرا ہاتھ کھانے کی تھالی میں چاروں طرف گھوم رہا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ 'اے بچے، اللہ تعالی کا نام لو، اور سیدھے ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے سامنے سے کھاؤ، تو اسکے بعد میں نے کبھی اس طرح نہیں کھایا۔

·وعن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیته، والمرئاة راعیة فی بیت زوجها ومسئولة عن رعیتها الخ.(۱۲)

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے، آپنے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے حوالے سے سوال کیا جائیگا، اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اپنی رعیت (اولاد) کے بارے میں جواب دہ ہے۔

·وعن عمرو بن شعیب، عن ابیه، عن جده رضی الله تعالی عنه

قال: قال رسول الله ﷺ: مروا اولادکم بالصلاۃ وھم ابناء سبع سنین، واضربوھم علیھا، وھم ابناء عشر، وفرقوا بینھم فی المضاجع، حدیث حسن۔ (۱۳)

فرمایا عمر بن شعیبؒ اپنے والد سے، اپنے دادا سے کہ فرمایا جناب نبی کریم ﷺ نے 'اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور ان کو (نماز چھوڑنے پر) مارو جبکہ وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستروں کو جدا کر دو'۔

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا انداز تربیت:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین بچپن سے ہی اپنی اولاد کی نگہداشت فرماتے تھے اور دینی امور کی پابندی کا اہتمام کراتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی اور روزہ سے نہیں تھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ناس ہو، ہمارے تو بچے بھی روزے دار ہیں۔

ربیع بنت معوذ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اعلان کروایا کہ آج عاشورہ کا دن ہے، سب کے سب روزے رکھیں گے، ہم لوگ اس کے بعد سے ہمیشہ روزہ رکھتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے رہے۔ جب وہ بھوک کی وجہ سے رونے لگتے تو ہم روئی کے گالے کے کھلونے بنا کر ان کو بہلایا کرتے تھے اور افطار کے وقت تک اسی طرح کھیل میں لگائے رکھتے۔ (۱۴)

وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قبل النبی ﷺ الحسن بن علی رضی اللہ تعالی عنھما، وعندہ اقرع بن حابس، فقال الاقرع: ان لی عشرۃ من الولد ما قبلت منھم احدا، فنظر الیہ رسول اللہ ﷺ فقال: من لا یرحم لا یرحم، (۱۵)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کا بوسہ لیا، اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابسؓ موجود تھے تو اقرع نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا، تو آپ ﷺ نے ان کی طرف نظر کی اور فرمایا 'جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا'۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنے صاحبزادے عبداللہ کی شکایت کی کہ میں اسے بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہا ہوں مگر یہ بات مان نہیں رہا نبی کریم ﷺ

نے ان سے فرمایا کہ' اپنے والد کی فرمانبرداری کرو، اور باوجود انکے نہ چاہنے کے بھی آپ ﷺ نے انہیں بیوی کو طلاق دینے پر آمادہ کیا، یہ حکم وہاں پر تھا جہاں عورت کے اخلاق درست نہ تھے، مزاج سخت تھا اور اس لئے بھی کہ اس سے ایسے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی صائب رائے کی خلاف ورزی ہو رہی تھی جن کی موافقت میں قرآن مجید نازل ہوا کرتا تھا۔

امام احمد سے کسی نے پوچھا کہ میرے والد مجھے یہ حکم دے رہے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں تو انہوں نے فرمایا کہ: 'تم اسے طلاق نہ دو' انہوں نے کہا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کو ان کی بیوی کو طلاق دینے کا حکم نہ دیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: صحیح ہے، لیکن یہ جب ہے کہ جب تمہارے باپ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح ہوں۔(۱۶)

جس دن نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ کا انتقال ہوا تو صدمہ کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپنے فرمایا: آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، اور دل غمگین ہے لیکن بات وہی کہیں گے جو رب کو راضی کرنے والی ہو اور اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی کی وجہ سے غمگین ہیں۔(۱۷)

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بعض بچوں کے لئے فرمایا

ازهر من آل بنى عتيق مبارك من ولد الصديق

الذه كما الذريقى

یعنی بنو عتیق کی اولاد سے ہیں زیادہ روشن، اور مبارک ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد میں سے ہیں، مجھے وہ ایسا ہی پسند ہے جیسا اپنا لعاب دہن

حضرت احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ ہماری اولاد ہمارے جگر گوشے ہیں اور ہماری کمر کی مضبوطی ہیں، ہم ان کے لئے سایہ فگن آسمان اور بچھی ہوئی زمین کی طرح ہیں، انہی کے ذریعہ ہم ہر بڑی مصیبت پر قابو پاتے ہیں اگر وہ روٹھ جائیں تو انہیں منالو، اور اگر وہ کچھ مانگیں تو انہیں دے دو اور انہیں ترچھی نگاہ سے مت دیکھو کہ پھر وہ تمہاری زندگی سے تنگ آجائیں اور تمہارے مرنے کی تمنا کرنے لگیں۔

اور حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ اپنے بیٹے تمیم کے لئے فرمایا کرتے تھے

تموا بتمام فصاروا عشرة يارب واجعلهم كراما بررة

يارب زكهم ونم الثمرة

تمیم کے ذریعے یہ کامل ومکمل دس افراد بن گئے، اے رب ان سب کو نیک شریف بنادے، اے رب انکا تزکیہ فرمادیجئے اور پھل بڑھادیجئے (۱۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا اپنے بیٹے سے نہ بولنا:

احضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرتبہ ارشادفرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشادفرمایا تھا کہ عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دے دیا کرو۔ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ایک صاحبزادے نے عرض کیا کہ ہم تو اجازت نہیں دے سکتے کیونکہ وہ اس کو آئندہ چل کر بہانہ بنالیں گی آزادی کا اور فساد وآوارگی کا، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بہت ناراض ہوئے برا بھلا کہا اور فرمایا کہ میں تو حضور ﷺ کا ارشاد سناؤں اور تو کہے کہ اجازت نہیں دے سکتے، اس کے بعد سے ہمیشہ کے لئے ان صاحبزادے سے بولنا چھوڑ دیا۔ (۱۹)

لخت جگر، خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تربیت:

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جسکی وجہ سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے، اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جسکی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر کی جھاڑو وغیرہ بھی خود ہی دیتی تھیں جسکی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے، ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس کچھ غلام باندیاں آئے تو میں کہا کہ تم بھی جاکر آپ ﷺ سے کوئی خدمت گار مانگ لو تا کہ تم کو کچھ مدد مل جائے، تو آپ رضی اللہ تعالی عنہا حضور ﷺ کے تشریف لے گئیں لیکن وہاں مجمع تھا اس لئے بغیر کچھ کہے واپس آگئیں، دوسرے آپ ﷺ خود تشریف لائے، ارشادفرمایا کہ فاطمہ: کل تم کس کام کے لئے گئی تھیں؟ وہ شرم سے چپ رہیں، میں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ان کی حالت ایسی ایسی ہے تو میں نے کہا تھا کہ آپ سے کوئی غلام مانگ لیں اس لئے گئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بیٹی صبر کر، تو تقوی حاصل کر اور اللہ سے ڈر اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ اور جب سونے کے واسطے لیٹا کرے تو سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو، یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اسکے رسول سے راضی ہوں۔ (۲۰)

برصغیر کے بزرگان دین کی تربیت کا نمونہ عمل:

برصغیر کی عظیم ہستیوں اور جبال علم کی زیست کا حاصل دیکھا جائے تو درحقیقت وہ بھی عمدہ اور بے مثال تربیت کا پرتو ہے، ان کے مربیین ان کی ایک ایک ادا اور ایک ایک انداز پر نگاہ کمال رکھتے تھے، اور اس کو تربیت اولاد کے زریں اصولوں پر پرکھتے تھے۔

ذیل میں ان بزرگان دین کے چند واقعات درج کئے جاتے ہیں:

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ جس طرح میرے والد صاحب نے

اس سیہ کار کی تربیت فرمائی وہ درحقیقت بہت ہی اہم اور بہت ہی دقیق اور شدید نگرانیوں کے ساتھ ہوئی، اگر مجھ میں کوئی صلاحیت ہوتی تو میں یقیناً آج کچھ بنا ہوا ہوتا، مگر مثل مشہور ہے کہ کتے کی دم بارہ سال نلکی میں رکھی مگر وہ سیدھی ہو کر نہ دی۔ میرے والد صاحب نوراللہ مرقدہ کے سب سے زیادہ شدت ترک تعلقات پر تھی، ان کا کہنا تھا کہ آدمی چاہے کتنا ہی غبی اور کند ذہن ہو اگر اس میں تعلقات کا مرض نہیں ہے تو وہ ذی استعداد بن کر رہتا ہے، اور آدمی چاہے جتنا بھی ذی استعداد، ذہین اور علم کا شوقین ہو اگر اس کو تعلقات کا چسکہ ہے تو وہ اپنے جوہروں کو کھو کر رہے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کے نزدیک ابتداء عمر میں امردوں کا کسی سے میل جول نہایت خطرناک تھا، نیز میرے والد صاحب کی نگاہ میں بڑی اہم چیز صاحبزادگی کا مسئلہ بھی تھا، ان کا بار بار کا سینکڑوں دفعہ کا سنا ہوا مقولہ تھا کہ صاحبزادگی کا سور بہت دیر میں نکلتا ہے۔

تقریباً آٹھ سال کی عمر کا قصہ ہے کہ اس نابکار کو بزرگی کا جوش ہوا اور مغرب کے بعد حضرت گنگوہیؒ کے حجرے کے سامنے لمبی نفلوں کی نیت باندھ لی، ابا جان نے آکر ایک زوردار تھپڑ مارا اور یہ فرمایا کہ 'سبق یاد نہیں کیا جاتا' اس وقت تو مجھے بہت غصہ آیا کہ خود تو پڑھی نہیں جاتی دوسرے کو بھی پڑھنے نہیں دیتے، مگر جلد ہی سمجھ میں آگیا کہ بات صحیح تھی، وہ نفلیں بھی شیطانی حربہ علم سے روکنے کے واسطے تھا، اس لئے کہ جب نفلیں پڑھنے کا دور آیا تو اب نفس بہانے ڈھونڈتا ہے۔(۲۱)

اسی طریقے سے مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کے والد ماجد نے اپنے گوہر اشرف کی تربیت بڑے ہی پیار ومحبت سے کی اور تربیت میں اس بات کا بطور خاص خیال رکھا کہ جلا میں فرق نہ آنے پائے، چنانچہ تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر جب مٹھائی بٹتی تو اس میں ہرگز شریک نہ ہونے دیتے بلکہ اس وقت خود بازار سے لاکر اپنے فرزند کو چکھا دیتے اور فرماتے کہ 'مسجد کی مٹھائی لینا بے غیرتی کی بات ہے'۔(۲۲)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ (بانی تبلیغی جماعت) کا بیماری کی وجہ سے سلسلہ تعلیم منقطع ہوگیا، لیکن آپ کو تعلیم کے مکمل نہ ہونے کا بڑا رنج تھا، ادھر اعزہ کا تقاضہ تھا کہ آپ مسلسل آرام کریں، آخر ایک روز زچ ہو کر آپکے والد مولانا یحیٰ صاحبؒ نے کہا کہ 'آخر پڑھ کر ہی کیا کروگے؟' آپنے جواباً ارشاد فرمایا کہ 'آخر جی کر ہی کیا کرونگا؟'۔(۲۳)

نیک اور صالح اولاد صدقہ جاریہ ہے:

اگر بچے نیک اور صالح ہوئے تو باپ کے انتقال کے بعد وہ اس کے حق میں خیر کی دعا کریں گے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ مرنے کے بعد تمام دنیاوی اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کا

سلسلہ ختم نہیں ہوتا، ان میں سے ایک صالح اولاد کی دعا بھی ہے، اس کا نفع مرنے کے بعد بھی حاصل ہوتا ہے۔ روایات میں یہ بھی ہے کہ دعائیں نور کے طباق میں سجا کر مرنے والے شخص کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ (۲۴)

قرآن کریم کی ان ہدایات اور ارشادات نبویہ اور اسلاف کے نمونہ عمل کی بنا پر ہر دور میں مسلمان خواتین نے بچوں کی تربیت کا خوب اہتمام کیا۔ والدین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے ایسے اساتذہ و معلمین کا انتخاب کیا کرتے تھے جو تدریس و تعلیم اور اصلاح وتربیت کے ماہر ہوں تا کہ وہ بچے کو صحیح عقیدہ و اخلاق سکھائیں اور تعلیم وتربیت کے خصوصی فریضہ کو بحسن وخوبی ادا کرسکیں۔ چونکہ ماں باپ اور اساتذہ بچوں کی تربیت اور انکی شخصیت سازی اور انہیں دنیا میں رہنے کے قابل بنانے کے ذمے دار ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ یہ حضرات اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

اسلامی تربیت کے ماہر علمائے کرام کی نظر میں یہ ذمہ داریاں بالترتیب اس طرح سے ہیں:

۱۔ ایمانی تربیت کی ذمہ داری، ۲۔ اخلاقی تربیت کی ذمہ داری، ۳۔ جسمانی تربیت کی ذمہ داری ۴۔ فکری وذہنی تربیت کی ذمہ داری، ۵۔ معاشرتی تربیت کی ذمہ داری

۱۔ ایمانی تربیت کی ذمہ داری:

ایمانی تربیت کا مطلب یہ ہے کہ جب بچے میں شعور اور سمجھ پیدا ہو اسی وقت سے اس کو ایمان کی بنیادی باتیں اور اسلامی عبادات سکھائی جائیں اور سمجھدار ہونے پر اسے اسلامی عبادات کا عادی بنایا جائے اور جب وہ تھوڑا اور بڑا ہو جائے تو اسے شریعت مطہرہ کے بنیادی اصولوں کی تعلیم دی جائے۔

اس کے لئے اسے مندرجہ ذیل کام کرنے چاہئیں:

(۱) بچے کو سب سے پہلے کلمہ لا الہ الا اللہ سکھائے۔

(۲) بچے میں عقل وشعور پیدا ہونے پر سب سے پہلے اسے حلال وحرام کی تمیز سکھائے۔

(۳) سات سال کی عمر ہونے پر بچے کو عبادات کا حکم دے اور قرآن کریم کی تلاوت کا عادی بنائے۔

(۴) بچے کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت وصحابہ کرام کی محبت سکھائے۔

(۲) اخلاقی تربیت کی ذمہ داری:

اخلاقی تربیت سے مراد وہ تمام اخلاقی باتیں اور مسنون آداب ہیں جنہیں سیکھنا اور بچپن ہی سے انکا عادی بننا بچے کے لئے ضروری ہے، تاکہ جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور عملی زندگی میں قدم رکھے تو یہ تمام اچھی عادتیں اس میں موجود ہوں۔

بچوں میں پائی جانے والی چار بری عادات:

ماں، باپ، معلمین اور تربیت کے ذمہ داروں کو چاہیئے کہ وہ بچے کو ان چار بری عادتوں سے بچانے کا خاص خیال رکھیں: ۱۔جھوٹ ۲۔چوری ۳۔گالم گلوچ ۴۔بے راہ روی

۳۔جسمانی تربیت کی ذمہ داری:

ذیل میں وہ عملی طریقہ کار پیش کیا جاتا ہے جو بچوں کی جسمانی تربیت کے سلسلے میں اسلام نے مقرر کیا ہے تاکہ وہ اس ذمہ داری کو سمجھ لیں جو اسلام نے ان پر عائد کی ہے۔جسمانی تربیت کے حوالے سے مندرجہ ذیل امور پر توجہ انتہائی ضروری ہے:

☆ کھانے پینے اور سونے میں طبی قواعد اور حفظان صحت کے اصولوں کا خیال رکھنا۔

☆ متعدی امراض سے بچانا۔

☆ 'نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ' کے اصول پر عمل کرنا۔

☆ بچوں کو ورزش، تیراکی اور شہسواری جیسے مفید کھیلوں کا عادی بنانا۔

☆ بچے کو حقیقت پسندانہ اور جواں مردانہ زندگی گزارنے کا عادی بنانا اور اسکو سستی، کاہلی، آزادی اور بے راہ روی کی زندگی سے بچانا۔

ذہنی تربیت کی ذمہ داری:

ذہنی تربیت سے مراد یہ ہے کہ بچے کو دینی علوم، اسلامی تہذیب وثقافت اور فکری ونفسیاتی سوجھ بوجھ پر مبنی ایسی مفید معلومات کی جائیں جو اس کی فکر میں پختگی پیدا کریں اور اسے علمی وتہذیبی اعتبار سے کامل ومکمل بنادیں۔اس حوالے سے دو چیزوں پر محنت کرنا امر لازم ہے:

۱۔تعلیمی ذمہ داری ۲۔فکرو ذہن سازی کی ذمہ داری۔

(۱) تعلیمی ذمہ داری:

اسلام کی نظر میں یہ ذمہ داری نہایت اہم اور نازک ہے، اس سے خداداد صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں اور عقل میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔حصول تعلیم کے حوالے سے اسلام مرد وعورت کے مابین کوئی فرق روا نہیں رکھتا۔

'جس نے اپنی تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی کفالت کی، انہیں ادب سکھایا ،ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کی شادی کرادی تو اس کو جنت ملے گی'۔(۲۵)

(۲) فکری ذہن سازی کی ذمہ داری:

اسلام نے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ بچوں کو شروع ہی سے فکری و ذہنی طور سے تیار

کیا جائے، اس لئے مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ بچہ جب سمجھدار اور باشعور ہوجائے تو اسے مندرجہ ذیل باتیں اسی وقت سے ذہن نشین کرادیں:

☆اسلام میں پوری صلاحیت ہے کہ وہ ہر زمانے اور علاقے کی تمام ترضروریات پوری کرے اور ہر زمانے میں پیش آنے والے مسائل کا حل پیش کرے۔

☆ ہمارے آباؤ و اجداد کی عزت و عظمت کا عظیم الشان اور سنہرا دور صرف اور صرف قرآن اور اسلام کی بدولت تھا۔

☆دشمنان اسلام کی سازشوں کا پردہ بچوں کے سامنے ان کے ذہن کے مطابق چاک کیا جائے۔

اس قسم کی ذہنی وفکری تربیت کے لئے مسلمان والدین نوعمری ہی سے بچے کو قرآن مجید، رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور بزرگوں کے کارناموں کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

(۵)معاشرتی تربیت کی ذمہ داری:

معاشرتی تربیت کا مقصد یہ ہے کہ بچے کو شروع ہی سے ایسے اعلی معاشرتی آداب کا عادی بنایا جائے جو اسلامی عقیدے اور گہرے ایمانی شعور سے پھوٹ کر نکلتے ہیں تاکہ بچہ معاشرے میں حسن اخلاق،ادب اور عقل کی پختگی ،غرضیکہ ہر حیثیت سے ایک بہترین فرد بنے، اس کے لئے اسے تقوی، اسلامی اخوت ،رحم ،ایثار،عفوودرگزر اور جرات و بہادری کی اعلی صفات کا حامل ہو۔ بچے کو اہم معاشرتی حقوق سے آگاہی ہو جن میں والدین ،رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق خاص ہیں تاکہ ان کی ادائیگی سے بچہ معاشرہ میں عمدہ اخلاق اور بہترین کردار کا نمونہ بنے۔

حاصل مطالعہ:

اس ساری دل سوزی کا خلاصہ یہ ہوا کہ ماں باپ کو چاہیے کہ تربیت کے سلسلے میں ے اسلام نے جو طریقے مقرر کئے ہیں پہلے انہیں آپ خود اپنائیں اس کے بعد بچوں کو اس کی تلقین کریں تاکہ آپ ان کے لئے بہترین نمونہ بن سکیں۔

اگر آپ بذات خود یہ کڑوا گھونٹ پی لیں گے تو آپ اپنے بچوں کو یقینا اس قابل بنادیں گے کہ وہ ایمان بھرے دلوں، پاکیزہ روحوں اور طاقتور اور صحتمند جسموں کے ساتھ سخت سے سخت ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکیں۔(۲۶)

مصادر ومراجع:

۱۔ سورۃ طہ، آیت ۱۳۲
۲۔ تفسیر معارف القرآن،محمد شفیع عثمانی،ادارۃ المعارف،۱۹۹۷،جلد ششم،ص ۱۶۵

۳۔ تفسیر عثمانی، شبیر احمد عثمانی، مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف، ص ۴۲۸

۴۔ سورۃ التحریم، آیت ۶

۵۔ تفسیر معارف القرآن، محمد شفیع عثمانی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷، جلد ہشتم، ص ۵۰۲

۶۔ تفسیر معارف القرآن، محمد شفیع عثمانی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷، جلد ہشتم، ص ۵۰۳

۷۔ سورۃ التغابن، آیت ۱۴، ۱۵

۸۔ تفسیر معارف القرآن، محمد شفیع عثمانی، ادارۃ المعارف، ۱۹۹۷، جلد ہشتم، ص ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱

۹۔ صحیح بخاری، محمد بن اسمٰعیل البخاری، کتاب الجمعۃ: ۸۴۴

۱۰۔ سنن الترمذی، ابوعیسی الترمذی، کتاب البر والصلۃ: ۱۸۷۴

۱۱۔ ریاض الصالحین، ابوزکریا یحی بن شرف النووی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۸۹، ص ۱۳۱

۱۲۔ ریاض الصالحین، ابوزکریا یحی بن شرف النووی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۸۹، ص ۱۳۲

۱۳۔ ریاض الصالحین، ابوزکریا یحی بن شرف النووی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۸۹، ص ۱۳۱

۱۴۔ فضائل اعمال، محمد زکریا، مکتبۃ البشری، ۲۰۰۹، ص ۲۱۰

۱۵۔ ریاض الصالحین، ابوزکریا یحی بن شرف النووی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۸۹، ص ۱۰۸

۱۶۔ بخاری و مسلم بحوالہ اصلاح معاشرہ اور اسلام، مترجم مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار، دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ، ۱۹۹۰ ص ۵۶۹

۱۷۔ اصلاح معاشرہ اور اسلام، مترجم مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار، دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ، ۱۹۹۰ ص ۵۸۵

۱۸۔ اصلاح معاشرہ اور اسلام، مترجم مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار، دار التصنیف جامعہ علوم اسلامیہ، ۱۹۹۰ ص ۵۸۶

۱۹۔ فضائل اعمال، محمد زکریا، مکتبۃ البشری، ۲۰۰۹، ص ۱۵۹

۲۰۔ فضائل اعمال، محمد زکریا، مکتبۃ البشری، ۲۰۰۹، ص ۱۶۴

۲۱۔ آپ بیتی، محمد زکریا، معہد الخلیل الاسلامی، جلد اول، ص ۲۰

۲۲۔ بیس بڑے مسلمان، عبدالرشید ارشد، مکتبہ رشیدیہ، ۲۰۰۱، ص ۳۱۰

۲۳۔ بیس بڑے مسلمان، عبدالرشید ارشد، مکتبہ رشیدیہ، ۲۰۰۱، ص ۵۸۵

۲۴۔ احیاء العلوم، امام غزالی، دار الاشاعت، جلد دوم، ص ۵۱

۲۵۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فضل من عال یتیما: ۴۴۸۱

۲۶۔ خواتین کا دینی معلم، مفتی ابولبابہ، السعید، ۲۰۰۹، ص ۳۵۰